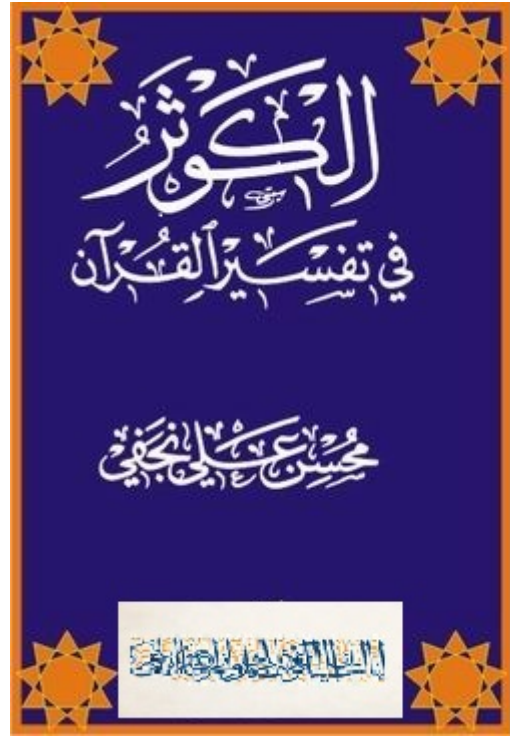


تفسیر سورہ نساء آیت 2

<"xml encoding="UTF-8?">



تفسیر سورہ نساء آیت 2

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴿٢﴾

۲۔ ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

تشریح کلمات

اَلْحَمْدُ:

(ح م د) ثنائے کامل۔ اختیاری خوبیوں کی تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں۔ اَل کلمہ استغراق ہے۔ یعنی ساری حمد، کوئی بھی حمد ہو۔ اس لیے ہم نے اَل کا ترجمہ کامل سے کیا ہے۔

رَبِّ:

(ر ب ب) کسی شے کو تدریجاً ارتقائی درجات کی طرف لے جانے والا۔ رب اس مالک کو کہتے ہیں جس کے ہاتھ میں تدبیر امور ہو۔ المالك الذی بیدہ تدبیر الامور۔ العین میں مذکور ہے: و من ملک شیئاً فہو ربہ۔ جو کسی چیز کا مالک بنے وہ اس کا رب کہلائے گا۔

لسان العرب میں ہے: فَلَان رَبُّ هَذَا الشَّيْءِ اَيُّ مَلِكُهُ لَهُ۔ فلاں اس چیز کا رب یعنی مالک ہے۔ بادل کو رباب کہتے

ہیں، کیونکہ اس سے برسنے والے پانی سے نباتات کی نشو و نما ہوتی ہے۔

جو شخص رب کی طرف منسوب ہوا، اسے ربانی کہتے ہیں۔ ارشاد قدرت ہے :

كُوْنُوْا رَّبَّیِّنَ (۳ آل عمران : ۷۹)

تم سچے ربانی بن جاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا:

أَنَا رَبَّانِي هَذِهِ الْأُمَّةُ - (مفردات راغب مادہ ”رب“ - قال النبی (ص) عَلَى رَبَّانِي هَذِهِ الْأُمَّةُ - المناقب ج ۲ ص ۴۵)

میں اس امت کا ربانی ہوں۔

تفسیر آیات

أَلَا حَمْدُ لِلَّهِ: أَلَا حَمْدُ دو لفظوں اَل اور حمد سے مرکب ہے۔ اَل عمومیت کا معنی دیتا ہے اور حمد ثنائے کامل کو کہتے ہیں۔ اردو زبان کی گنجائش کے مطابق اس کا مفہوم یہ بنتا ہے: ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے۔ یعنی اگر غیر خدا کے لیے بظاہر کوئی جزوی ثنا اور حمد دکھائی دیتی بھی ہے تو اس کا حقیقی سرچشمہ بھی ذات خداوندی ہے۔ بالفاظ دیگر مخلوقات کی حمد و ثنا کی بازگشت ان کے خالق کی طرف ہوتی ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَلًا فَهُوَ ثُمَّ بَدَىٰ (۵۰ طہ : ۵۰)

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت بخشی پھر ہدایت دی ۔

تمام موجودات معلول ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لیے علت العلل ہے۔ لہذا معلول کے تمام اوصاف علت کے مربون منت ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا وجود جو ایک کمال ہے، وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ اسی لیے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ (ع) نے أَلَا حَمْدُ لِلَّهِ کہنے کے بعد فرمایا: فَمَا مِنْ حَمْدٍ إِلَّا وَهُوَ دَاخِلٌ فِيْمَا قُلْتُ - (کشف الغمۃ ج ۲ ص ۱۱۸) یعنی ہر قسم کی حمد و ثنا اس جملے أَلَا حَمْدُ لِلَّهِ میں داخل ہے جو میں نے کہا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

شُكْرُ النِّعْمَةِ اجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ وَ تَمَامُ الشُّكْرِ قَوْلُ الرَّجُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (الکافی ۲: ۹۵ باب الشکر۔ بحار الانوار ۶۸ : ۴۰ باب الشکر)

حرام سے اجتناب کرنا نعمت کا شکر ہے اور الحمد لله رب العالمین کہنے سے شکر کی تکمیل ہوتی ہے۔

رَبِّ الْغُلَامِینَ: توحید رب تمام انبیاء (ع) کی تبلیغ کا محور و مرکز رہی ہے ، ورنہ توحید خالق کے تو مشرکین بھی قائل تھے ۔ ملاحظہ ہو سورة عنکبوت : ۶۳ تا ۶۱۔ سورة زخرف ۹، ۸۷۔ لقمان: ۲۵

تربیت یعنی کسی شے کو بتدریج ارتقائی منازل کی طرف لے جانا۔ جب لفظ رَب کو بلا اضافت استعمال کیا جائے تو اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے:

قُلْ أَغْيَرَ اللَّهُ أَبْغَى رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ... (٦ انعام: ١٦٣)

کھدیجیے: کیا میں کسی غیر اللہ کو اپنا معبود بناؤں؟ حالانکہ اللہ ہر چیز کا رب ہے۔

البتہ غیر خدا کے لیے اضافت ضروری ہے۔ جیسے رب البیت، رب السفینۃ وغیرہ۔

لفظ رب اس مالک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جس کے ہاتھ میں مملوک کے امور کی تدبیر ہو۔ اسلامی تعلیمات کا مرکزی نکتہ خالق و مدبر کی وحدت ہے کہ جس نے خلق کیا ہے، اسی کے ہاتھ میں تدبیر امور ہے: يُدَبِّرُ الْأُمُورَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ... (٣٢ سجدہ: ٥)

انسانی تکامل و ارتقا کا مربی خدا ہے اور حقیقی مالک بھی وہی ہے اس لیے لفظ رب کو مقام دعا میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ تمام انبیاء (ع) کی یہ سیرت رہی ہے کہ انہوں نے اپنی دعاؤں کی ابتدا لفظ رَبِّ سے کی اور اللہ کو ہمیشہ اسی لفظ سے پکارا: رَبَّنَا أَتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ... (٢ بقرہ: ٢٠١) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا ... (٣ آل عمران: ٨) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (٢ بقرہ ١٢٩)

عالمین: اسم جمع ہے۔ موجودات کی ایک صنف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے عالم الانس، عالم الارواح وغیرہ۔ اللہ کے سوا پوری کائنات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

ممکن ہے عَالَمِينَ سے یہاں پہلا معنی مراد ہو۔ بنابرین رَبِّ الْغُلَامِينَ کا معنی یہ ہوا کہ تمام عالمین کا مربی اور ان کی ارتقا کا سرچشمہ فقط اللہ ہے۔ اس جامع اور وسیع نظریہ توحید سے وہ فرسودہ توہمات بھی باطل ہوجاتے ہیں، جن کے مطابق مشرکین تربیت و فیض کا سرچشمہ ایک ذات کی بجائے متعدد اذوات کو قرار دیتے اور ایک رب کی بجائے بہت سے ارباب کو پکارتے تھے۔

اہم نکات

۱۔ ہر حمد و ثناء کی بازگشت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے: أَلْحَمْدُ لِلَّهِ ۔

۲۔ تمام کائنات کا مالک اور ہر ارتقا کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے: رَبِّ الْغُلَامِينَ ۔

۳۔ کائنات پر صرف ایک رب کی حاکمیت ہے۔

۴۔ ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ مربوب اپنے رب کی تعریف کرے۔

۵۔ مربی کے بغیر ارتقا ئی مراحل طے نہیں ہو سکتے۔

۶۔ تربیت یعنی حقیقی منزل کی طرف رہنما ئی سب سے اہم کام ہے۔

۷۔ لفظ عالمین سے ظاہر ہے کہ تربیت کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔

۸۔ وحدت مربی نظام کا ثبات میں ہم آہنگی اور وحدت ہدف کی ضامن ہے۔

تحقیق مزید: مجموعہ ورام ۲ : ۱۰۷۔ الکافی ۶ : ۲۲۳۔ الاستبصار ۱ : ۳۱۱

الکوثر فی تفسیر القرآن جلد 1 صفحہ 200